www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

برصغیر پاک و ہند کے دینی مدارس حکومتوں کی جس اعتنائی اور جدید معاشرے کی منفی سوچ کے علی الرغم چل رہے ہیں اس میں ان کا وجود ہی معجزہ سے کم نہیں۔ برطانوی استعمار نے لارڈ میکالے کے ذریعے جس نئے نظامِ تعلیم کو رائج کر کے مُسلمانوں کی نسل کُشی کی کوشش کی تھی۔ اس کا اندازہ اکبرؔ الہ آبادی کے اس شعر سے لگا لیجئے،

یُوں قتل سے بچّوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

سطور ذیل میں دینی مدارس کے بارے میں ایک ایسی ہی مخالفانہ سوچ کے بالمقابل مولانا محمّد یوسف لدھیانوی۔کراچی کا جواب ملاحظہ فرمائیے ــــ (مدیر)

دینی مدارس کے خلاف زہرافشانی :

کچھ عرصہ پہلے پنجاب میں زکوٰۃ کے چیف ایڈمنسٹریٹر نے بتایا تھا کہ گزشتہ ۹ سال میں دینی مدارس کو ۳۲ کروڑ ۸۴ لاکھ ۲۰ ہزار روپے زکوٰۃ فنڈ میں سے دیئے گئے۔ اور اس رقم سے ۲۰۸۴ دینی مدارس کے ۸۸،۷۹۵ طلبہ نے استفادہ کیا۔

شیر علی صاحب نے ایڈمنسٹریٹر صاحب کو لکھا کہ براہِ کرم ان اعداد و شمار کے علاوہ یہ بھی بتائیے کہ اِن دینی مدارس میں پڑھایا کیا جاتا ہے؟ وہاں کون لوگ پڑھتے ہیں؟ پڑھانے والے کون ہیں اور کس قدر تعلیم یافتہ ہیں؟ کیا ان دینی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدارس میں کوئی ایسا بچہ بھی پڑھتا ہے جو کسی کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا ہو؟ کیا وہ سیاسی عناصر جو ہمہ وقت اسلام اور اسلامی نظام کی رٹ لگائے رکھتے ہیں، ان مدرسوں میں اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ اگر نہیں بھیجتے اور یہ طے ہے کہ نہیں بھیجتے تو معلوم ہونا چاہیے کہ کیوں نہیں بھیجتے؟

جو طلبہ ان مدرسوں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں وہ کسی مسجد میں امامت کے علاوہ کیا کسی اور کام کے قابل ہوتے ہیں؟ جبکہ امامت کا معاملہ بھی مشکوک رہتا ہے۔ کیونکہ ہماری مسجدیں بھی تو دیوبندی اور بریلوی اور شیعہ اور سنی اور اہلحدیث اور وہابی وغیرہ وغیرہ میں تقسیم ہو چکی ہیں۔ یا پھر صاف صاف کہیئے کہ ان مدرسوں کے یہ فوائد ہیں کہ منتظمین کی روٹی چلتی ہے اور غریب بچے جو دوسرے اسکولوں میں نہیں پڑھ سکتے یہاں داخل ہو جاتے ہیں، مانگے تانگے کی روٹی کھا لیتے ہیں۔ اور جب مدرسوں سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو جب بھی ان بیچاروں کا گزارہ مفت کی روٹی پر ہوتا ہے۔

تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ان مدرسوں کو سکولوں میں بدل دیا جائے۔ ان میں تعلیم کے مروجہ تمام مضامین ریاضی اور سائنس اور تاریخ وغیرہ کے علاوہ قرآنِ مجید کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔ قرآن مجید مسلمانوں کے ہر فرقے کا مشترک سرمایہ ہے۔ اس لئے قرآنِ پاک کی تعلیم سے فرقہ سازی کی بیماری بھی ختم ہو جانے کا امکان ہے اور دین و دنیا کی تفریق کا بھی۔

جواب

روزنامہ جنگ کراچی (۲ جنوری ۱۹۹۰ء) کی اشاعت میں ادارتی صفحہ پر احمد ندیم قاسمی کا کالم شائع ہوا۔ جس میں ایک مراسلہ نگار کے حوالے سے مدارسِ عربیہ کے خلاف زہر افشانی کی گئی ہے۔

مراسلہ نگار نے دینی مدارس کے ۸۸۷۹۵ طلبہ پر نو سال میں ۳۳ کروڑ ۸۴ لاکھ ۲۰ ہزار روپے کی زکوٰۃ خرچ کرنے کا جو احسان دھرا ہے، ذرا حساب لگا کر دیکھیئے کہ یومیہ فی طالب علم کتنی رقم بیٹھتی ہے؛

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نو سال کے دن ہوتے ـــــ : ۳۲۸۵

اِن دنوں پر مذکورہ بالا ۷۰۰۰۰ ۲۲۸۴۲۰ ۳۲ کی رقم کو تقسیم کیا گیا تو فی دن خرچ ہونے والی زکوٰۃ ہوئی ـــــ ۱۰/۳۰/۲۰ روپے ۔

اور ایک لاکھ تین ہزار بیس روپے کی رقم کو اٹھاسی ہزار سات سو پچاس طلبہ پر تقسیم کیا گیا تو فی طالب علم یومیہ رقم ہوئی ایک روپیہ سولہ پیسے ۔

گویا مراسلہ نگار کی ساری غوغا آرائی کا حاصل یہ ہوا کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کو ایک روپیہ سولہ پیسے کی زکوٰۃ کیوں دی گئی ۔ اس قوم کی بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کی داد دینی چاہیے جس کے افراد اپنے دین کی تعلیم پر ایک روپیہ سولہ پیسے کی "خطیر" رقم خرچ کرنے پر احتجاج کر رہے ہوں اور وہ بھی ٹیکس کی رقم سے نہیں بلکہ زکوٰۃ کی رقم سے ۔

افسوس ہے کہ اِن اَعداد و شمار کو پیش کرتے ہوئے نہ تو مراسلہ نگار کو گھن آئی اور نہ ہمارے ملک کے نامور ادیب کو مراسلہ نگار کے ان نامبارک خیالات کو اپنے کالم میں جگہ دیتے ہوئے کوئی خفت محسوس ہوئی ۔

محترم مراسلہ نگار نے چیف ایڈمنسٹریٹر صاحب سے دینی مدارس کے طلبہ پر خرچ کی گئی زکوٰۃ کے اعداد و شمار تو بڑی دلچسپی سے معلوم کر کے شائع کر دیئے ۔ حالانکہ مراسلہ نگار کو بھی اعتراف ہے کہ جن طلبہ پر یہ زکوٰۃ (ایک روپیہ سولہ پیسے یومیہ) خرچ کی گئی وہ نادار ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کا صحیح مصرف تھے کاش کہ انھوں نے چیف ایڈمنسٹریٹر صاحب سے یہ معلوم کرنے کی زحمت بھی فرمائی ہوتی کہ اس نو سال کے عرصہ میں زکوٰۃ کا بے محل استعمال کس قدر ہوا ؛ کتنی رقم اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ پر (مسلم و غیر مسلم کی رعایت کیئے بغیر) خرچ کی گئی ؛ کتنی رقم نام نہاد رفاہی کاموں میں بغیر تملیک کے لگا دی گئی ؛ کتنی رقم سرکاری اہلکاروں کے حصہ میں آئی ۔ کتنی رقم بطورِ رشوت استعمال کی گئی ؛ اور جتنی رقم دینی مدارس کو دی گئی اُس میں سے کتنا کمیشن زکوٰۃ کے عملہ نے وصول کر لیا ؛ شاید اس کا ریکارڈ جناب چیف صاحب کے دفتر میں بھی محفوظ نہیں ہوگا، لیکن کراماً کاتبین کے دفتر میں یقیناً محفوظ ہوگا ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ زکوٰۃ کی جو رقم اپنے صحیح مصرف پر خرچ کی گئی اُس پر تو جارحانہ انداز میں احتجاج کیا جا رہا ہے اور زکوٰۃ کی جو رقم ایسی جگہوں پر خرچ کی گئی جن سے زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ہی ادا نہیں ہوتی۔ اس پر نہ کوئی سوال اور نہ احتجاج؟

مراسلہ نگار نے سوال کیا ہے کہ ان دینی مدارس میں کیا پڑھایا جاتا ہے وہاں کون لوگ پڑھتے ہیں، پڑھانے والے کون اور کس قدر تعلیم یافتہ ہیں؟ کیا ان دینی مدارس میں کوئی ایسا بچہ بھی پڑھتا ہے جو کسی کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا ہو۔

مراسلہ نگار کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ان دینی مدارس میں قرآن کریم، حدیثِ نبویؐ، اسلامی قانون، اسلامی عقائد، وغیرہ علومِ نبوت پڑھائے جاتے ہیں۔ اور بعض وہ علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں جو ان علوم کے لئے موقوف علیہ کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کے بغیر قرآن وحدیث اور دیگر اسلامی علوم کا سمجھنا ممکن نہیں۔ اگر مراسلہ نگار کی نظر میں اِن علومِ نبوت کی کوئی قیمت نہیں تو ہم اسے عقل و فہم کے لحاظ سے معذور سمجھتے ہیں۔ اور اگر اُن کے خیال میں ان علوم کا زندہ رکھنا اور ان میں تخصص پیدا کرنا بھی امت کی ذمہ داری ہے تو دینی مدارس کے خلاف مراسلہ نگار کی غوغا آرائی "آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدا را" کے مصداق ہے۔

رہا یہ کہ اِن دینی مدارس میں کون لوگ پڑھتے ہیں؟ جواباً گذارش ہے، مراسلہ نگار کو مطمئن رہنا چاہیے کہ بحمداللہ وہاں سکھوں اور یہودیوں کے بچے نہیں پڑھتے بلکہ مسلمانوں کے بچے ہی زیرِ تعلیم ہیں۔

مراسلہ نگار پوچھتے ہیں کہ دینی مدارس میں پڑھانے والے کون ہیں اور کس قدر تعلیم یافتہ ہیں؟ جواباً گذارش ہے کہ جو کام دینی مدارس کے اساتذہ کے سپرد ہے وہ بحمداللہ اس میں مہارت رکھتے ہیں اور بغیر کسی فخر و مباہات کے کہا جا سکتا ہے کہ اس شعبہ میں بڑے بڑے پی۔ایچ۔ڈی ان کے سامنے طفلِ مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ باقی یہ مراسلہ نگار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بلند نظری ہے کہ ان کے نزدیک یہود و نصاریٰ کے علوم پڑھنے والے تو تعلیم یافتہ ہیں لیکن علومِ نبوت کے پڑھنے پڑھانے والے اُن کی نظر میں تعلیم یافتہ نہیں۔

رہا مراسلہ نگار کا یہ کہنا کہ اِن مدارس میں کوئی ایسا بچّہ بھی پڑھتا ہے جو کسی کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا ہو؟ اِس سلسلے میں چند گذارشات ہیں:

اوّل :- تو مراسلہ نگار کو اطلاع کرنے کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بحمداللہ اِن مدارس میں ایک معقول تعداد اُن طلبہ کی بھی ہے جن کا تعلّق کھاتے پیتے مگر دیندار گھرانوں سے ہے۔ مراسلہ نگار ذرا زحمت فرما کر مُلک کے اہم دینی مدارس میں تشریف لے جائیں۔ وہاں جا کر بچشمِ خود ملاحظہ فرمائیں۔

دوم :- اگر فرض کر لیا جائے کہ اِن دینی مدارس میں ایک بچّہ بھی ایسا نہیں پڑھتا جس کا تعلّق کھاتے پیتے گھرانے سے ہو، تو مراسلہ نگار ہی بتائیں کہ اس میں قصور دینی مدارس کا ہے یا کھاتے پیتے گھرانوں کا؟ اگر کوئی کھاتا پیتا گھرانہ دولت کی بدمستی میں دینی اور دینی تعلیم سے بے نیاز ہو چکا ہے تو یہ اُس کی اپنی بدبختی و شقاوت ہے۔ دین، دینی تعلیم اور دینی مدارس پہ کیا الزام ہے؟ یہ حق تعالیٰ شانہٗ کی تقسیم ہے کہ اکثر و بیشتر دین اور دینی علوم کے پاس غریب اور پسماندہ طبقہ ہی رہا ہے۔

سوم :- مراسلہ نگار کا دینی مدارس پہ طنز کرنا کہ کھاتے پیتے گھرانوں کے بچّے ان میں کیوں تعلیم نہیں پاتے۔ یہ بالکل وہی بات ہے جو مکّہ کے کافر قرآنِ کریم پر طنز کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ یہ قرآن ایک غریب آدمی پر کیوں نازل کیا گیا۔ مکّہ اور طائف کی دو بستیوں میں سے کسی کھاتے پیتے آدمی پہ یہ قرآن کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ کیسی ستم ظریفی ہے کہ آج مراسلہ نگار کفارِ مکّہ کی ترجمانی کرتے ہوئے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جانشینوں پر وہی پھبتی اڑا رہے ہیں جو کفارِ مکّہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اڑایا کرتے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراسلہ نگار لکھتے ہیں کہ جو طلبہ اِن مدارس سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں وہ کسی مسجد کی امامت کے علاوہ کیا اور کسی کام کے قابل ہوتے ہیں؟ گویا مسجد کی امامت اور دوسرے دینی مشاغل مراسلہ نگار کے نزدیک کوئی کام ہی نہیں۔ بھنگیوں کا کام تو مراسلہ نگار کے نزدیک کام ہے مگر قرآنِ کریم کا پڑھنا پڑھانا اور دینی علوم کی تعلیم دینا، مسلمانوں کی پیش آمدہ ضروریات میں دینی رہنمائی کرنا، ان کو شرعی مسائل بتانا سرے سے کوئی کام ہی نہیں؟ دنیا کا کون مسلمان ہوگا جو مراسلہ نگار کی اس ذہنی پرواز کی داد نہ دے گا۔ مراسلہ نگار کی عقل و دانش صرف اس بات پر احتجاج کر رہا ہے کہ ایک روپیہ سولہ پیسے کی زکوٰۃ ایسے لوگوں کو کیوں دی جا رہی ہے جن کی سرگرمیاں صرف اور صرف دین تک محدود ہیں۔ ممکن ہے کہ کل کوئی مراسلہ نگار سے بھی زیادہ عقل مند شخص یہ احتجاج کرنے لگے کہ قومی خزانے کا کھربوں روپیہ فوج پر کیوں خرچ کیا جا رہا ہے؟ جبکہ بیس سال سے ہماری کسی ملک سے جنگ ہی نہیں ہوئی۔ اور نہ اتنی بڑی فوج کا کوئی مصرف سامنے آیا ہے۔ اور عدالتوں پر اتنا بڑا سرمایہ کیوں خرچ کیا جا رہا ہے جبکہ بظاہر غریب عوام کو ان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا اور نہ کوئی غریب کسی عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔ ایسے سوالات اٹھانے والا یا تو ملک کا دشمن تصور کیا جائے گا اور اسے فوری طور پر گرفتار کر کے پسِ دیوارِ زنداں بھیجا جائے گا یا اُس بیچارے کو ذہنی معذور قرار دے کر اُسے کسی دماغی ہسپتال میں داخل کرنے کا مشورہ دیا جائے گا۔ ٹھیک اسی طرح مراسلہ نگار کا دینی مشاغل و مصروفیات کو "دبیکار" قرار دینا، اس کا منشا یا تو دینی دشمنی ہے یا ذہنی افلاس ع

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

احباب توجہ فرمائیں!

★ واضح رہے کہ محدث میں مطبوعہ مضامین شائع نہیں ہوتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ